22

روحانی جماعتیں اللہ تعالیٰ کی امداد پر انحصار رکھتی ہیں

(فرمودہ 28 ستمبر 1951ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''روحانی جماعتوں کا تعلق مادیات سے نہیں ہوتا۔ روحانی جماعتیں اپنے کاموں میں اللہ تعالیٰ کی امداد اور اس کی نُصرت پر انحصار رکھتی ہیں۔ جب کبھی بھی روحانی کہلانے والی جماعتیں مادی اشیاء پر نظر کرتی ہیں اور ان سے اُمید رکھتی ہیں تو اُن کی طاقت کمزور ہوتی چلی جاتی ہے اور جب کبھی بھی وہ خدا تعالیٰ پر نظر رکھتی ہیں اور اُس پر توکّل رکھتی ہیں تو اُن کی روحانی طاقت کے علاوہ مادی طاقت بھی ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔

مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ سلطان عبدالحمید جو ترکوں کے بادشاہ تھے اور عارضی طور پر اُن کے زمانہ میں مسلمانوں کو بھی ترقی ہوئی اُس کی ایک بات مجھے بہت پسند ہے۔ جب ملک کی نوجوان پارٹی نے انہیں معزول کر کے اپنا سکّہ جما لیا تو اردگرد کی حکومتوں نے ترکی حکومت کو کمزور کر دیا۔ عرب لوگ بھی بدظن ہو گئے کیونکہ سلطان عبدالحمید کا سلوک اُن سے اچھا تھا۔ ان سے پہلے عرب شاکی تھے کہ تُرک ان سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ سلطان عبدالحمید نے انہیں تعلیم دلانا شروع کی، انہیں کالجوں میں تعلیم دلوا کر فوجی اور دوسرے

اہم کاموں پر لگایا اور ترکی حکومت میں انہیں داخل کرنا شروع کیا۔ ترک سمجھتے تھے کہ سلطان عبدالحمید عربوں کو آگے لا کر ترکوں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں اس لیے ان کی یہ پالیسی درست نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ سلطان عبدالحمید بہت اچھا آدمی تھا اور اُس کی ایک بات مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔ ایک جنگ کے متعلق جو شاید یونان والی جنگ تھی یا کوئی اَور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ جب اُس کے آثار پیدا ہوئے تو سلطان عبدالحمید نے تمام وزراء اور بڑے افسروں کی ایک کانفرنس بلائی کہ اس صورتِ حالات میں تُرکی حکومت کو دب کر صلح کر لینی چاہیے یا جنگ کرنی چاہیے۔ ترکی کے بعض جرنیل یورپین حکومتوں کے خریدے ہوئے تھے، وہ جنگ نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن وہ یہ کہنے کے لیے بھی تیار نہیں تھے کہ ہم جنگ کے لیے تیار نہیں۔ جب سلطان عبدالحمید نے اُن سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے کہا فلاں چیز بھی ٹھیک ہے، فلاں چیز بھی ٹھیک ہے لیکن فلاں خانہ خالی ہے۔ اس طرح انہوں نے چاہا کہ وہ ملک اور بادشاہ کے سامنے نیک نام ہو جائیں کہ انہوں نے جنگ کے خلاف مشورہ نہیں دیا بلکہ سب حالات بتا کر سلطان عبدالحمید پر یہ بات چھوڑ دی ہے۔ اصل مطلب یہ تھا کہ بعض کمزور پہلو دیکھ کر وہ خود ہی لڑائی نہ کرنے کا فیصلہ کرے۔ سلطان عبدالحمید نے اُن کا مشورہ سن کر جواب دیا کہ سارے کام انسان ہی نہیں کرتا خدا تعالیٰ بھی کچھ کام کرتا ہے۔ اگر آپ نے سب خانے پُر کر دیئے ہیں اور صرف ایک خانہ خالی ہے تو وہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو اور جنگ لیے تیار ہو جاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہایت گرے ہوئے زمانہ میں بھی مسلمان توکّل سے خالی نہیں تھے اور یہ واقعہ یونانی جنگ کا ہے اور غالباً یہ اسی سے متعلق ہے۔ تو اس میں ترکوں کو اتنی شاندار فتح حاصل ہوئی کہ تمام یورپ حیران رہ گیا اور وہ ترکی حکومت میں دخل دینے سے کترانے لگا۔

حقیقت یہی ہے کہ سارے کام بندے نہیں کرتے کچھ کام خدا تعالیٰ بھی کرتا ہے۔ ہمارے اور دوسرے مذاہب کے درمیان یہی لڑائی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ زندہ ہے اور وہ انسان کے کاموں میں اُسی طرح دخل دیتا ہے جیسے وہ پہلے دیا کرتا تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب انسان کی سب تدابیر ناکام ہو جاتی ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف رُخ کرتا ہے تو اسے باوجود ظاہری سامان نہ ہونے کے کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ نپولین نے کتنی تیاریاں کی تھیں، قیصر نے کتنی تیاریاں کی تھیں،

مسولینی نے کتنی تیاریاں کی تھیں لیکن وہ ناکام ہوئے۔ انور پاشا اور اُس کی پارٹی نے کتنی تیاریاں کی تھیں لیکن وہ ناکام ہوئے اور ایک دھتکارا ہوا شخص مصطفٰی کمال پاشا آگے آ گیا۔ بیشک وہ بھی دیندار نہیں تھا لیکن انور پاشا پر یہ الزام تھا کہ اُس نے ایسے بادشاہ کو جس کے زمانہ میں اسلام نے ترقی کی تھی معزول کیا۔ مصطفٰی کمال پاشا کا یہ قصور نہیں تھا۔ اُس نے بیشک خلافت کو توڑا لیکن اس نے اس خلافت کو توڑا جس نے پہلے سے قائم شدہ خلافت کو برخواست کیا تھا اور اس کا مقابلہ کیا تھا۔ اس لیے وہ باغی سے مقابلہ کرنے والا کہلاتا ہے۔ دراصل اس آخری زمانہ میں جو خلافت تھی یہ اصل خلافت نہیں تھی۔ اصل خلافت خلفائے راشدین والی خلافت ہی تھی۔ سارے مسلمان متفق ہیں کہ خلافت راشدہ حضرت علیؓ پر ختم ہو گئی ہے۔ بیشک بعد میں آنے والے بادشاہوں کو بھی خلفاء کہا گیا لیکن وہ خلفائے راشدین نہیں تھے۔ وہ اِس بات سے ڈرتے تھے کہ اگر بادشاہ کو خلیفہ نہ کہا تو پکڑے جائیں گے۔ اس لیے انہوں نے پہلی خلافت کو خلافت راشدہ کا نام دے دیا اور اس طرح بادشاہوں کا منہ بند کر دیا۔ غرض عام بادشاہوں کو خلیفہ ہی کہا جاتا تھا لیکن جس خلافت کا ذکر قرآن کریم میں ہے وہ مسلمانوں کی اصطلاح میں خلافتِ راشدہ کہلاتی ہے اور اِس بات پر سارے مسلمان متفق ہیں کہ خلافتِ راشدہ حضرت علیؓ پر ختم ہو چکی ہے۔ ہاں! اب حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے بعد نئے سرے سے قائم ہوئی ہے۔ لیکن یہ خلافت روحانی ہے دنیوی سلطنت کا اِس سے کوئی تعلق نہیں۔ چونکہ مصطفٰی کمال پاشا نے ایک باغی کا مقابلہ کیا اِس لیے وہ جیت گیا اور انور پاشا اور اُس کی پارٹی ہار گئی۔ اس نے ٹرکی کی پہلی حکومت کو جس میں اسلام کو کچھ نہ کچھ ترقی ہوئی تھی تنزل نہیں ہوا تھا توڑنا چاہا۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے اُسے توڑ دیا۔ مصطفٰی کمال پاشا نے اس حکومت کو دوبارہ کھنڈرات سے قائم کیا۔ پھر اس کا نام خلافت نہیں رکھا۔ اس نے ایک دنیوی حکومت قائم کر دی جو انور پاشا کی حکومت سے زیادہ بہتر، مضبوط اور ٹُرکوں اور عربوں کے لیے مضبوطی کا موجب تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُس کی مدد کی۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے مواقع پر ہر ایک کی مدد کیا کرتا ہے۔ جن لوگوں نے انگریزی تاریخیں پڑھی ہیں اور پھر سارے جھگڑوں کا مطالعہ کیا ہے جو پہلی جنگِ عظیم میں چرچل اور دوسرے وزراء میں پڑ گئے تھے وہ جانتے ہیں کہ دراصل چرچل ہی ٹرکی میں فوج اتارنے کا ذمہ دار تھا۔ انگریزی حکومت نے ترکی میں فوجیں اتار دیں۔ ٹُرکی نے اُن کا مقابلہ کیا اور پھر یونانیوں کو جن کو اتحادیوں نے ٹُرکی کے ملک پر

قابض کر دیا تھا گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا۔
غرض انور اور مصطفٰی کمال سے دو الگ الگ سلوک بتاتے ہیں کہ سلطان عبدالحمید کے ساتھ ایک حد تک خدائی مدد تھی۔ بیشک وہ روحانی بادشاہ نہیں تھا وہ ایک دنیوی بادشاہ تھا لیکن اُس نے اسلام کی خدمت کی۔ اس لیے اُس نے خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لیا۔ اس نے اسلام کی سچے دل سے مدد کی تو خدا تعالیٰ نے بھی اُس کی مدد کی اور ایک طاقت ور دشمن کے مقابلہ میں اسے فتح عطا فرمائی۔
پاکستان کے بننے میں بھی خدائی طاقت کا دخل تھا۔ جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے کہ اپریل 1947ء سے پہلے ہماری یہ خواہش تھی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا آپس میں سمجھوتہ ہو جائے لیکن غیب کا علم خدا تعالیٰ ہی کو تھا۔ ہم سمجھتے تھے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں جب صلح ہو جائے گی تو ان میں محبت اور پیار پیدا ہو جائے گا اس لیے ہندو مسلمانوں پر ظلم نہیں کریں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ خواہ کچھ کر لو یہ قوم اسلام کی دشمنی سے باز نہیں آئے گی، اس لیے اس نے ایسی تدبیر کی اور ایسے جھگڑوں کے سامان پیدا کر دیئے کہ جن سے مسٹر محمد علی جناح صاحب جو بعد میں قائداعظم کہلائے اُن کے دل میں یہ بات راسخ ہو گئی کہ ہندو مسلمانوں سے صلح پر تیار نہیں۔ چنانچہ مئی میں جا کر یہ بات کھل گئی کہ ہندوؤں سے صلح بیکار ہے پاکستان ضرور بنے گا۔ بیشک عقلی طور پر ہم کہتے تھے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں صلح ہو جانی چاہیے اور اس طرح ملک کو متحد رہنا چاہیے لیکن خدا تعالیٰ عالم الغیب تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ہماری رائے درست نہیں۔ مسلمانوں کو بالجبر ہندو بنایا جائے گا اور سومناتھ مندر1 کی دوبارہ تعمیر ہو گی۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے پسند نہ کیا کہ اُس کے بندے کعبہ کی بجائے سومناتھ کے آگے جھکیں اُس نے پاکستان قائم کروا دیا۔ اور پھر ایسے حالات میں پاکستان قائم کروا دیا کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن جو اِس تمام واقعہ کا ذمہ دار ہے اور ایک ایسا شخص ہے جس کی گردن پر لاکھوں مسلمانوں کے قتل کا گناہ ہے جب مشرقی پنجاب کے لوگ مارے گئے ہندو تمام روپیہ لے کر ہندوستان چلے گئے، ملکی صنعت پر ہندوؤں نے قبضہ کر لیا تو اس نے کہا خدایا! میں یہ تو جانتا تھا کہ پاکستان ٹوٹ جائے گا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ اتنی جلدی ٹوٹ جائے گا لیکن خدا تعالیٰ نے اُس کو شرمندہ کیا۔ اب اُسے یورپین شطرنج کی چالوں میں موقع دیا جاتا ہے لیکن مسلمان جب اُس کا نام سنتے ہیں تو اس کے حق میں دعائیں نہیں کرتے۔ جس شخص کے افعال کی وجہ سے لاکھوں مسلمان مارے گئے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہی اُسے

ناکام کیا۔ بہرحال یہ خدائی فعل ہے اور اِس کا نتیجہ نظر آتا ہے۔

میں جب دہلی گیا تو اچھے اچھے ہندو جن کے متعلق میں یہ اُمید نہیں کرتا تھا کہ وہ اِس قدر متعصب ہوں گے انہوں نے بھی تعصب سے کام لیا۔ ایک ہندو لیڈر کے پاس جن کا میں نام لینا نہیں چاہتا میں نے بعض ہندو بھجوائے اور انہیں کہا اُسے سمجھاؤ۔ جب وہ واپس آئے تو میں نے پوچھا اُس نے کیا کہا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جب ہم نے اُس سے بات کی تو اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اِس سے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اگر ہندو مسلمانوں سے مل بھی گئے اور انہوں نے صلح کر لی تب بھی کوئی فائدہ نہیں۔ اب دیکھ لو جو کچھ ہو رہا ہے اسے دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے کہ اس سے زیادہ صلح کس طرح کی جائے؟ حقیقت یہی ہے کہ جیسا کہ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے ہندوؤں نے سینکڑوں مسلمانوں کو بالجبر ہندو بنا لیا ہے۔ اِس سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا لیکن اِس سے یہ پتا لگتا ہے کہ اگر مسلمان اِس دھوکا میں رہتے کہ ہندوؤں کو کچھ دے دلا کر راضی کر لیا جائے تو یہ نہایت خطرناک خیال تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور مسلمانوں کو وقت پر یہ سمجھ آ گئی کہ اگر وہ ہندوستان میں شامل رہے تو ان کا محفوظ رہنا مشکل ہے۔ پاکستان بننے سے مسلمان کچھ بچا ہے۔ میں ''کچھ بچا ہے'' اس لیے کہتا ہوں کہ بہت سے مسلمان ہندوستان میں ابھی بسے ہوئے ہیں۔ ہندو منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم پاکستان سے جنگ کرنا نہیں چاہتے لیکن اُن کے اخبارات میں بعض نظمیں میں نے پڑھی ہیں کہ ہم نے کوئٹہ تک جانا ہے۔ دشمن بیشک کچھ کہے لیکن ان کے اخبارات سے جو کچھ پتا لگا ہے اور انگریزی اخباروں سے بھی اس بات کا پتا لگتا ہے کہ امرتسر کے ہزاروں ہزار ہندو بھاگ گئے ہیں۔ بیشک یہ افراد کی حرکتیں ہیں لیکن ہمیں نظر آتا ہے کہ اگر مسلمانوں نے بے غیرتی کو چھوڑ دیا اور تفرقہ بازی سے کام نہ لیا جیسا کہ احراری اور دوسرے بعض مسلمان کر رہے ہیں اور اگر مسلم لیگ نے ان کو سر پر نہ چڑھائے رکھا تو جس خدا نے ان کو پہلے مدد دی تھی وہ اب بھی انہیں نہیں چھوڑے گا۔ اگر انہوں نے ملک میں کوئی نیا فتنہ کھڑا نہ کیا تو خدا تعالیٰ یقیناً اس ملک کی مدد کرے گا جس طرح اس نے پہلے مدد کی۔ پہلی مدد کیسی زبردست تھی کہ کام کرنے والے لوگ ہندوستان چلے گئے، سارا سامان اور مال و دولت ہندوستان کے حصہ میں آ گئی۔ پاکستان کی فوجیں جو اس کے حصہ میں آئیں وہ ہزاروں میل ملک سے دور بیٹھی تھیں، خزانے خالی تھے اور مہاجرین کا سیلاب اُمڈا ہوا پاکستان کی طرف آ رہا تھا۔ اِس قسم کی کوئی مثال نہیں ملتی

کہ کوئی قوم اِس قسم کے حالات سے نکل آئی ہو اور اُس نے حکومت کی ہو اور پھر ایسی حکومت کی ہو کہ دو چار سال میں وہ بیرونی دنیا میں مشہور ہوگئی ہو۔ میں نے تاریخ پر غور کیا ہے مجھے کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ اِس قسم کے حالات میں کوئی قوم زندہ رہی ہو اور پھر اُس نے نہ صرف حکومت کی ہو بلکہ تمام بیرونی دنیا میں مشہور ہوگئی ہو۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ خدا تعالیٰ نے انبیاء کی جماعتوں کی بہت کم مدد کی ہے۔ وہ مدد جو خدا تعالیٰ نے انبیاء اور اُن کی جماعتوں کی کی، وہ نہایت عالیشان تھی لیکن وہ دنیوی وجوہ پر نہیں تھی وہ دینی وجوہ پر تھی۔ غرض ایک دنیوی حکومت کا اِن حالات میں بچ جانا جن سے پاکستان گزرا ہے، پھر اس کا ترقی کرنا اور عزت حاصل کر لینا کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر اس نے یہ ترقی تین چار سال میں کر لی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا اِس میں کتنا ہاتھ تھا۔

جماعت احمدیہ جن حالات سے گزر رہی ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدا تعالیٰ سے کس قدر تعلقات تھے۔ آپ تنہا تھے پھر ہزاروں ہو گئے اور پھر ہزاروں سے لاکھوں ہو گئے۔ پھر جس حالت میں جماعت چل رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت لاکھوں سے کروڑوں ہو جائے گی۔ یہ معجزے جن لوگوں کے کام نہیں آئے وہ یہی بات دیکھ لیں کہ اگر پاکستان طاقت کے زور سے بنتا تو یہ ناممکن تھا۔ لاکھوں آدمی مارا جا رہا تھا، گولہ بارود ہندوستان میں رہ گیا تھا، خزانہ خالی تھا، فوجیں باہر تھیں۔ ان حالات میں وہ کونسی طاقت تھی جس کے زور سے پاکستان بنا؟ روپیہ اُدھر تھا، سامانِ جنگ اُدھر تھا، کام کرنے والے اُدھر چلے گئے، دس بیس لاکھ کے قریب آدمی مارے گئے یہ صرف خدائی طاقت تھی جس کی وجہ سے پاکستان کا رُعب پڑ گیا۔ جب بھی ہندوستان نے بُرا ارادہ کیا خدا تعالیٰ نے اُس پر رُعب ڈال دیا اور اُس نے کہا کہ اب نہیں پھر سہی۔ پھر جب ارادہ کیا کہ پاکستان پر حملہ کیا جائے تو پھر رُعب پڑ گیا اور انہوں نے کہہ دیا اَب نہیں پھر سہی۔ گو اَب بھی سامان تھوڑے ہیں لیکن چار سال تک پاکستان کا قائم رہنا اور بیرونی دنیا میں اس کا مشہور ہو جانا اس میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ خدا تعالیٰ جس کی نُصرت پر آتا ہے کوئی طاقت اُس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ پس اگر دنیوی امور میں وہ اس طرح مدد کرتا ہے تو وہ دینی باتوں میں کس طرح مدد کرے گا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں دعاؤں کی طرف توجہ بہت کم ہوگئی ہے۔ دعاؤں کی ایک رسم پڑ گئی ہے لیکن دل میں اس کا کوئی اثر نہیں رہا۔ رسماً سب لوگ یہی کہیں گے ہمارے لیے دعا کرنا

لیکن وہ یہ نہیں سمجھیں گے کہ وہ کس کو دعا کے لیے کہہ رہے ہیں اور وہ ان کے لیے دعا بھی کرے گا یا نہیں۔ پھر اس کا ان کے اپنے دل پر کیا اثر ہے۔

پس راتوں کو اٹھو، خدا تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور انکساری کرو، پھر یہی نہیں کہ خود دعا کرو بلکہ یہ دعا بھی کرو کہ ساری جماعت کو دعا کا ہتھیار مل جائے۔ ایک سپاہی جیت نہیں سکتا جیتتی فوج ہی ہے۔ اس طرح اگر ایک فرد دعا کرے گا تو اُس کا اتنا فائدہ نہیں ہوگا جتنا ایک جماعت کی دعا کا فائدہ ہو گا۔ تم خود بھی دعا کرو اور پھر ساری جماعت کے لیے بھی دعا کرو کہ خدا تعالیٰ انہیں دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہر احمدی کے دل میں یقین پیدا ہو جائے کہ دعا ایک کارگر وسیلہ ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ جماعت کے سب افراد میں ایک آگ سی لگ جائے، ہر احمدی اپنے گھر پر دعا کر رہا ہو پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کا فضل کس طرح نازل ہوتا ہے''۔

(الفضل 17 نومبر 1951ء)

1 **سومنات، سومناتھ:** جنوب مغربی ہندوستان کے علاقہ گجرات میں ایک شہر کا نام جو کاٹھیاواڑ کے کنارے پر واقع ہے اس میں شیو جی یا مہا دیو کا مندر سومناتھ بہت مشہور ہے۔ عہد قدیم میں ہندوستان میں بڑا اہم اور اپنی دولت کی فراوانی کی وجہ سے مشہور تھا۔ 1024ء میں محمود غزنوی نے اس شہر پر حملہ کر کے اسے فتح کیا۔ مندر کے بت کو توڑا جس میں سے بے شمار جواہرات نکلے۔ شہر کا نام اِسی مندر کے نام پر پڑا۔ (اردو لغت تاریخی اصول پر جلد 12 اردو لغت بورڈ کراچی سن اشاعت جنوری 1991ء)